قادیانیوں کی عریاں تصویریں

علامہ سلطان

کالی شلوار اور سیاہ چادر کسی اور کا موضوع ہے اپنا ذوق نہیں۔ چونکہ داغ ندامت اور اظہار حقیقت میں بہت فاصلہ ہے۔ اس لیے اہل قلم پر یہ قدغن نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ واقعۂ زنا کو پاکیزہ الفاظ میں بیان کریں۔ کوئی ایسا کرنا چاہے بھی تو یہ ممکن کب ہے؟ اگر بات ازار بند کھولنے چھاتیاں ٹٹولنے اور ثمر جوانی مسلنے کی ہو تو لکھنے والا کیا کرے؟...... پائل کی چھن چھن، تنفس کی الجھن اور طبلے کی دھن دھن، شائستہ تحریر میں کیسے سماسکتی ہے؟ مچلتے بدن، چنچل چہرے، بہکی نظریں اور شرابی فقروں کے رسیا کو ہم گلچیں تو نہیں کہیں گے۔ جہاں بھوکی نگاہیں حسینوں، بیباک ہاتھ سینوں اور لپکتے ہوئے پاؤں زینوں کی جانب...... دکھائی دیں، وہاں چراغ گل کر دیئے جانے کا سبب، میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی۔

عصمتیں ہیں جس طرح سڑکوں پر ٹوٹے آئینے
جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی

ربوہ کا قصر خلافت روحانی تشنج اور جسمانی تکزز کا ماحصل ہے۔ یہ عزتوں کا بوچڑ خانہ ہے اور عصمتوں کا کمیلا...... ننگی فوٹو مکروہ خدوخال...... مکروفریب کے خفیہ گوشے...... اندھے موڑ...... پیر کنشت کی رنگ رلیاں...... سنہری زلفوں کا دہکتا آلاؤ...... پیشانی پر دامن عصمت کے لہو کے قشقے کی جھلکار...... ہونٹوں پر دوشیزاؤں کی شرم گاہیں سہلانے کا داغ...... نگاہوں سے نپ نپ کے کرایہ طے ہونا...... اعضاء نمائی...... مرتشی کا ضمیر...... وقار و کردار کا مرگھٹ...... ایک نہ ایک غنچۂ نارسیدہ کی پامالی...... مرقد اتقا...... سارنگی کی میٹر...... سرخ دوپٹوں کا جنازہ...... اٹھتی جوانیاں......

اور بوسیدہ مسہری...... ریاکاریوں کی دیوار...... خباثتوں کے حصار...... یہ ہے قادیانی پروہتوں کی جمع شدہ تمام پونجی!

قصر خرافات کا سنگین راز یہ ہے کہ وہاں ہر شب' شب یلدا ٹھہرتی ہے۔ تقدیس کے قحبہ خانے میں جانے کیا کیا ہوتا رہا ہے؟ جو کچھ ہم جانتے ہیں' ان میں...... ظالم شراب...... اطالوی حسینہ...... مس رفو ایک قیامت...... حقیقت پسند پارٹی کے انکشافات...... ایک احمدی خاتون کا بیان...... چاردیواری کے راز گھر کے بھیدی کی زبان سے...... نوجوان لڑکیاں خلافت مآب کے چنگل میں...... امرد پرستی...... مستورات کی بھڑکتی چھاتیاں...... تین سہیلیاں تین کہانیاں...... مرزا محمود کی ایک بیوی کا خط...... سادہ رُخوں کی پوجا...... غیور پٹھان کا کمرہ حور وغلمان کے نرغہ میں...... حلیفہ شہادتیں...... جنسی نبوت کا جنس بازار...... میدانِ معصیت اور دستاویزات...... دریا کے کنارے...... جسم فروشی کا دھندہ...... شہر سدوم کے باسی...... بیٹی کے بستر پر...... تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق...... یہ ہے قادیانی مذہب کا طویل' مختصر تعارف۔

راقم الحروف اپنے قلم کو اس عنوان سے آلودہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے مغلظ حوالوں میں الجھا دینا باعث شرم ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بوس و کنار' چھیڑ چھاڑ اور لپٹا لپٹی کا نقشہ کھینچ دینا بھی ایک طرح سے فحش نگاری یا برائیوں کو مزید ہوا دینے کے زمرہ میں ہی آتا ہے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں کہ پھر مجھے یہ داستان رقم کرنے کی کیا سوجھی؟ میں فقط یہ چاہتا ہوں کہ قادیانی احباب پر ان پیشوایانِ مذہب کی عفریت و عفونت' جنسی دلدلوں' مہذب ہیرامنڈی' شغل بغلگیری' سحر شب گزیدہ' اجالا داغ داغ اور مرزائی سرکس کے درونِ خانہ مناظر کا بھید کھل جائے۔ انہیں معلوم ہو کہ ایوانِ خلافت میں صرف عقیدتوں کا خراج ہی بھینٹ نہیں چڑھتا۔ مختلف حیلے بہانوں سے عصمتیں بھی لٹتی رہی ہیں۔ عوام کو پتہ چلے کہ ایک احمدی خلیفہ کے محکمہ جنسیات نے ''شکار'' گرفت میں لانے کی خاطر کتنے دلکش پھندے لگا رکھے تھے۔ مقدس بازیگر کو معصوم لڑکیوں کے کپڑے اتار پھینکنے کا کتنا سلیقہ تھا۔ قادیانی خلیفہ کے عشرت کدے میں زیارت کو جانے والی ہر عورت اپنا شباب لٹوا اور عزت گنوا کر آتی۔ اس کو صرف حسیناؤں کے ننگے بدن تسکین دیتے نئے نویلے الہڑ روپ اور خوبصورت عورتوں کے پستان سے کھیلتے رہنا ہی اس کی ہیجانی طبیعت کو راس تھا۔ قادیان اور ربوہ میں ایوانِ خلافت کے بھیدی بتاتے ہیں کہ قادیانی ملت کے خلیفہ ثانی مرزا محمود کے پلنگ پر کئی دفعہ ٹوٹی ہوئی چوڑیاں دیکھی گئیں' لہو کے دھبوں کی وجہ سے ہر صبح چادر بدلنا پڑتی۔ شب کے سکوت میں نسوانی سسکیاں اور سحر کے اجالے میں بستر کی معنی خیز شکنیں اپنی زبان میں رات کا پورا افسانہ

کہہ سناتی تھیں۔ خلیفہ صاحب میاں محمود کی جمالیاتی حس' رنگین مزاجی اور تنہائیوں کا خلاصہ کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے ۔

تمام شب تمہیں تنہا برہنہ رکھیں گے
ہم آج پھر تیری ہمت کو آزمائیں گے

حسن آوارہ

یہ جرم ہوس رانی اور چوما چاٹی ''رائل فیملی'' کے کسی مخصوص فرد پر موقوف نہیں۔ بلکہ ان کے بانی سلسلہ مرزا قادیانی بھی لڑکپن میں ایک دل جلے عاشق کے ہاتھ چڑھ گئے تھے۔ یہ داغ محبت بہت ہی رسوا کن تھا۔ وہ غنڈہ جانے کب تک اپنے ہر جائی معشوق کا جوبن لوٹتا رہا تاہم ان کی سادہ آٹوگراف پر اس کم بخت کے وحشیانہ دستخط ہمیشہ کے لیے ثبت ہو کر رہ گئے...... مرزا صاحب کے حقیقی بیٹے صاحبزادہ بشیر احمد ایم اے اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیاں لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے...... اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوگئے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل ص 44,43 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

چھٹتی نہیں یہ منہ سے کافر لگی ہوئی

مرزا صاحب کو شراب کی شروع سے لت تھی۔ وہ بوتلوں میں ناچتے ہوئے پانی سے کسی طور مکھ نہ موڑ سکتے۔ زندگی زندہ دلی کا نام ہے اور بنتی نہیں بادہ و ساغر کہے بغیر۔ مذکور کے ایک مرید خاص بیان فرماتے ہیں۔

''حضور (مرزا صاحب) علیہ السلام نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لیے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لیے پلومر کی دکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور' مہدی حسین

میرے لیے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔حضور ان کو تاکید فرما دیں۔ حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے لانا لازی ہے میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں ان کی اہلیہ کے لیے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔ (شاید)"

(اخبار الحکم قادیان جلد 39 نمبر 25 مورخہ 7 نومبر 1936ء)

ایک خط میں مرزا صاحب بقلم خود تحریر کرتے ہیں۔

"اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خریدیں۔ اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیے' اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔" (خطوط امام بنام غلام ص 5 مجموعہ مکتوبات مرزا قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

ٹانک وائن کیا بلا ہے۔ اس کی حقیقت بھی مرزا صاحب کے چاہنے والوں میں سے ایک کی زبانی سنتے جائیں۔

"ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا' جواب حسب ذیل ملا۔

ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولائت سے سربند بوتل میں آتی ہے۔" (سودائے مرزا ص 39 حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل طیبہ کالج امرتسر)

میں ہوں گناہ تو گناہگار کون ہے؟

مرزا صاحب کو اپنی نامردی کا پختہ یقین تھا۔ ایسے میں شادی ہوئی' جانے کس نے زوجگی کا خراج وصول پایا کہ سلسلہ اولاد شروع ہو جاتا ہے نسب پر شک کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں۔ مگر کوئی شخص اگر خود ہی یہ راز اگل دے تو "گناہگار" کا سراغ ملے نہ ملے "گناہ" کا بہرحال پتہ چل جاتا ہے یوں دکھائی دیتا ہے کہ ان کے ہم نفس حکیم نورالدین صاحب کی قوتِ باہ نے یہ کمی اپنے طور پر پوری کردی۔ بیگمات کی ویران راتیں حکیم صاحب کے دم سے آباد ہو گئیں۔ الغرض اقبال جرم خود جرم کی عبارت میں دیکھیے!

"جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا رہا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا

ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی۔ تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں' آخر میں صبر کیا...... اور ضعف قلب تو اب بھی اسقدر ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔''

(مرزا قادیانی کا خط محررہ 22 فروری 1887ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم خط نمبر 14)

یہ حمل کس کا تھا؟

''قصبہ قادیان میں کئی برس تک مستقلاً تبلیغی خدمات سرانجام دینے والے معروف عالم دین حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی (سابق امیر جماعت و منتظم مرکز شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام (قادیان' انڈیا) اپنی آنکھوں دیکھا ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

''پورے قصبہ (قادیان) کے گرد کسی زمانے میں مٹی کی بنی ہوئی بڑی موٹی فصیل تھی اور پھر اس کے گرد خندق بھی تھی۔ فصیل کا زیادہ حصہ اب گر چکا تھا اور خندق صرف نشیبی انداز اختیار کرچکی تھی' عموماً تین ماہ بارش ہوتی اور وہ تمام نشیبی حصہ جو کبھی خندق تھی' پانی سے بھر کر بڑا جوہڑ بن جاتا تھا اور قصبہ میں داخل ہونے والے تمام راستے مسدود ہوکر رہ جاتے تھے۔ قصبہ میں داخلہ کے لیے کچی پلیاں بنانی پڑتی تھیں۔ اپنے راستوں میں تو مرزائی یہ پلیاں ''سمال ٹاؤن کمیٹی'' سے بنوا لیتے تھے اور دوسرے لوگ برسات کے موسم میں بڑی مشکلات سے دوچار رہتے تھے۔ ایک دفعہ اس جوہڑ سے ایک انسانی ''کچہ بچہ'' برآمد ہوا۔ پولیس کی تفتیش میں بچہ مرزائی خلیفہ کی کنواری لڑکی کا ثابت ہوا۔ میری جوانی کا زمانہ تھا اور ان کی حرکت کی وجہ سے طبیعت میں غصہ بھی تھا۔ میں نے جمعہ کے خطبہ میں اس کا تذکرہ کردیا۔ پھر کیا تھا؟ مرزائیہ کی دنیا میں ایک غضب کا شور برپا ہوگیا لیکن میرا کیا کرسکتے تھے؟ ان کے ''جن'' بڑے سمجھ والے تھے' سوچ سمجھ کر ایکشن لیا کرتے تھے میری جماعت ''احرار'' نے اعلان کر رکھا تھا کہ ''اگر ہمارے آدمی کو نقصان پہنچا تو دوسرا آدمی ان کی جگہ لینے کے لیے تیار بیٹھا ہے اور مزید برآں کہ پھر ملک بھر میں مرزائی خلیفہ سمیت کوئی عام مرزائی بھی احرار رضا کاروں اور مجاہدین کے ہاتھوں محفوظ اور مطمئن نہ رہ سکے گا۔'' اس لیے وہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے نتائج پر غور کرلیتے تھے۔''

(مشاہدات قادیان از مولانا عنایت اللہ چشتی ص 130)

سوال یہ ہے کہ خلیفہ کی کنواری لڑکی کے پیٹ میں یہ بوجھ کس نامراد کا تھا؟ بادی النظر تو خلیفہ صاحب کا ہی فیض دکھائی دیتا ہے۔ بالفرض ایسا نہیں تو پھر یقیناً کسی ''مرید صادق'' کا نذرانہ عقیدت ہوگا

آنکھ ناقص ہے وگرنہ اس جہاں کا اصل روپ
دیکھ لے اک بار جو وہ خوف سے مر جائے گا

قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد نے اپنی ایک صاحبزادی کو رشد و بلوغت تک پہنچنے سے پیشتر ہی اپنی ہوس رانی کا نشانہ بنا ڈالا' وہ بیچاری بیہوش ہوگئی جس پر اس کی ماں نے کہا اتنی جلدی کیا تھی ایک دو سال ٹھہر جاتے یہ کہیں بھاگی جارہی تھی یا تمہارے پاس کوئی اور عورت نہ تھی...... دواخانہ نورالدین کے انچارج جناب اکرم بٹ کا کہنا ہے کہ میں نے حکیم صاحب سے پوچھا یہ صاحبزادی کون تھی تو انہوں نے بتایا' امۃ الرشید...... ملک عزیز الرحمان صاحب بحوالہ ڈاکٹر نذیر ریاض اور یوسف ناز (قادیانی) بیان کرتے ہیں کہ جنسی بے راہ روی کے ان مظاہر پر جب مرزا محمود سے پوچھا جاتا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو وہ کہتا ''لوگ بڑے احمق ہیں۔ ایک باغ لگاتے ہیں اس کی آبیاری کرتے ہیں جب وہ پروان چڑھتا ہے اور اسے پھل لگتے ہیں تو کہتے ہیں اسے دوسرا ہی توڑے اور دوسرا ہی کھائے۔'' (شہر سدوم از شفیق مرزا ص 108 راوی صالح نور)

اندھے موڑ

غالباً 45-1944ء کی بات ہے کہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ایک سرکردہ مرزائی کی دو بیٹیوں کی بیک وقت شادی کے سلسلہ میں موسیو مرزا بشیرالدین محمود ڈسکہ آئے اور قادیانی جماعت کے سربراہ ہونے کے ناطے رسم معاہدہ شادی بھی انہوں نے ادا کرنی تھی اس رسم سے قبل لڑکیوں کے قادیانی والد نے سلام تعظیم پیش کرنے کے لیے دونوں لڑکیوں کو مرزا کے سامنے پیش کیا۔ قبولیت سلام کے دوران مرزا کی نگاہِ غلط انداز نے ایک لڑکی امۃ الحفیظ کو پسند کرلیا۔ اگلے روز شادی ہونے والی تھی مگر ایک خود ساختہ الہام کے ذریعے شادی کو اگلے روز پیر تک ملتوی کروادیا اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا نے اپنے عقل سے عاری مریدوں کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ امۃ الحفیظ کا نکاح اس خاکسار (بشیرالدین مرزا) کے ساتھ کردیا جائے اور اس کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوگا وہ بڑے مرتبہ پر فائز ہوگا۔ مرزا کے اس حکم پر قادیانی عقل کے اندھوں نے ''ہاں'' کردی اور اس طرح امۃ الحفیظ کی شادی مرزا سے کردی گئی' اس زمانہ میں لاہور سے دوسرے اخبارات کے علاوہ ایک اخبار ''ویر بھارت'' نکلا کرتا تھا۔ اس کے ایڈیٹر پریم چنائی اور پنڈت میلا رام وفا تھے۔ حضرت رئیس امروہوی کی طرح ویر بھارت میں پنڈت میلا رام وفا جو ایک نغز گو اردو شاعر تھے' روزانہ کے اہم واقعات پر دو شعروں میں شعری تبصرہ کیا کرتے تھے مرزا کی

شادی پر پنڈت میلارام وفا نے لکھا۔

"خدا نے دیا حکم بندے نے مانا
بڑھاپے میں سولہ برس کی بیاہی
یہی تو خدائی ہے اے نیک بندے
نہ منزل رہے گی نہ رہبر نہ راہی"

(قادیانیت کی بھیانک تاریخ از ابن فیض)

قادیانی حوریں مسلمانوں کے تعاقب میں

مرزائیہ فرقے کے افراد ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جس سے ان کا مکتبہ فکر ترقی پا سکے۔ اس سلسلہ میں اسلامی غیرت وحمیت کے خلاف ایک گہری سازش خاص طور پر قابل غور ہے۔ وہ سمجھتے ہیں' جب مسلمانوں کا اخلاقی دیوالیہ نکل جائے گا تو پھر ان سے کوئی بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک مثال 1979ء میں راولپنڈی کے (پیراڈائز) ہوٹل پر پولیس کی چھاپہ مار ٹیم کے اقدامات سے منظر عام پر آئی۔ یہاں 28 افراد تیرہ لڑکیوں کے ساتھ دادعیش دے رہے تھے۔ ان میں سے بیشتر شراب کے نشہ میں دھت تھے اور دو لڑکیاں لباس سے بے نیاز برہنہ رقص میں مصروف تھیں۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ گھناؤنا کاروبار ہوٹل کے مالک ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر صلاح الدین اور اس کے بیٹے محی الدین احمد مطاہر کے دم سے کسی خوف وخطر کے بغیر کھلے بندوں جاری تھا۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق یہ بدکار شخص' قادیانی خلیفہ آنجہانی مرزا ناصر احمد کا خالو ہے ملزم نے دوران تفتیش تسلیم کیا کہ اس نے کاروبار کو زیادہ وسعت تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد دی۔ نیز لڑکیوں میں اکثریت احمدیوں کی ہے ہم اپنے رنگ میں مسلمانوں کو بدکاری پر آمادہ کر کے ان سے انتقام لے رہے تھے اور یہ کاروبار میں میرے بعض با اثر ہم فرقہ افراد بھی شامل ہیں۔